Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 23, 2025

A Critical and Analytical Study of Orientalist Objections on the Seven Canonical Qirā'āt

قراءاتِ سبعہ پر مستشرقین کے اعتراضات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

Dr. Hafiz Khalil Ahmad Qadri
PhD in Islamic Studies
College of Shariah & Islamic Sciences, Minhaj University, Lahore
Islamic Scholar and Educator
Teaching Dars-e-Niẓāmī syllabus, Jamia Hajveria since 1998
Email: docterkhalilahmed@gmail.com

Abstract

This research paper presents a critical and analytical study of the objections raised by Orientalists against the Seven Canonical Qirā'āt (قراءاتِ سبعہ) of the Qur'an. Orientalist scholars have long scrutinized various aspects of Islamic texts, particularly the Qur'an, often questioning its unity, preservation, and transmission. Among their contentions, the issue of variant readings (Qirā'āt) has been used to challenge the authenticity and consistency of the Qur'anic text. This study examines the methodologies, sources, and argumentative approaches adopted by Orientalists, and responds to them through classical Islamic scholarship—particularly the works of the Qur'ān commentators, Hadith scholars, and expert Qurra' (reciters). The research establishes that the Seven Canonical Qirā'āt are part of the authentic and Mutawātir tradition of Qur'anic transmission, upheld by scholarly consensus (***ijmā'***) and practiced throughout Islamic history. The aim of this paper is to expose the methodological flaws in Orientalist critiques and to reaffirm the integrity and divine preservation of the Qur'anic Qirā'āt within the framework of Islamic tradition.

Keywords: Qirā'āt, Orientalism, Qur'anic Preservation, Mutawātir Recitation, Islamic Scholarship.

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 23, 2025

تمہید

یہ تحقیقی مقالہ قراءاتِ سبعہ پر مستشرقین کی جانب سے اٹھائے گئے اعتراضات کا علمی و تنقیدی جائزہ پیش کرتا ہے۔ مستشرقین نے اسلامی متون، بالخصوص قرآن مجید، کے مختلف پہلوؤں کو اپنی فکری کسوٹی پر پرکھنے کی کوشش کی ہے، جن میں قراءات کا موضوع بھی نمایاں ہے۔ مستشرقین کی ایک بڑی تعداد نے قراءاتِ سبعہ کو قرآن کی وحدت، اس کی اصل تدوین، اور محفوظ ہونے کے تصور کے خلاف دلیل کے طور پر استعمال کیا ہے۔اس تحقیق میں ان اعتراضات کا منہجِ تحقیق، مصادر کا معیار، اور علمی استدلال کو پرکھا گیا ہے، اور مفسرین، محدثین اور قراء کی آراء کو بنیاد بنا کر ان اعتراضات کا رد کیا گیا ہے۔ مقالے میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ قراءاتِ سبعہ قرآن کی متواتر اور معتبر قرآنی روایت کا حصہ ہیں، جو نہ صرف اجماعی حیثیت رکھتی ہیں بلکہ امت کے سلف صالحین کے علمی تعامل سے مزین ہیں۔ اس مطالعے کا مقصد مستشرقین کے علمی مغالطوں کو نمایاں کرنا اور قرآنی قراءات کے اصل و حقیقی مقام کو واضح کرنا ہے، تاکہ جدید علمی میدان میں اسلامی علوم کا مؤثر دفاع کیا جا سکے۔

تعارف

قرآن کریم کا حفظ، کتابت، اور قراءت کا نظام اسلامی تاریخ کا ایک منفرد اور محفوظ باب ہے، جس پر امت مسلمہ کا صدیوں سے اجماع رہا ہے۔ قراءاتِ سبعہ قرآن مجید کی متواتر قراءتیں ہیں، جنہیں معتبر ائمہ قراء اور محدثین نے روایت و درایت کی بنیاد پر قبول کیا ہے۔ تاہم مغربی علمی دنیا، بالخصوص مستشرقین، نے ان قراءات کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے قرآن کے متن، اس کی وحدت اور محفوظ ہونے پر سوالات اٹھائے ہیں۔ مستشرقین کا یہ موقف کہ مختلف قراءات قرآن میں اختلاف، تبدیلی یا عدم ثبوت کا پتہ دیتی ہیں، علمی اور تاریخی بنیادوں پر چیلنج طلب ہے۔ یہ مقالہ انہی اعتراضات کا تجزیہ پیش کرتا ہے، ان کے فکری و تحقیقی پس منظر کو واضح کرتا ہے، اور اسلامی علمی روایت کی روشنی میں ان کا مدلل جواب فراہم کرتا ہے، تاکہ قراءاتِ قرآنیہ کی اصل حقیقت اور ان کا مقام امت مسلمہ اور علمی دنیا کے سامنے واضح ہو سکے۔

استشراق کا لغوی معنی مشرق کی طرف متوجہ ہونا، طلوع آفتاب کی جگہ جہت [1]

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 23, 2025

ونسنگ کی لغوی تحقیق :

ان خير اهل المشرق عبد القيس

عبدالقیس مشرق والوں سے بہترین ہے (۲)

رأيت رسول الله يشير الى المشرق فقال ها ان الفتنة هاهنا

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھاوہ مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمارہے تھے کہ فتنہ یہاں ہے۔

خسف بالمغرب وخسف بالمشرق

ترجمہ زمین میں دھنسنا مغرب اور مشرق میں ہوگا۔

حتى اذا كانت الشمس من ههنا يعني من قبل المشرق

یہاں تک کہ سورج یہاں سے ظاہر ہوگا یعنی مشرق کی طرف سے نکلے (۳)

اصفہانی کی لغوی تحقیق :

راغب الاصفہانی تحریر کرتے ہیں کہ

وَالْمُشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ إِذَا قِيلَا بِالا فرادِ فَإِشَارَةُ إِلَى ناحيتي الشرق والغرب

جب مشرق و مغرب کو افراد بولا جائے تو مشرق اور مغرب کے دونوں کے کناروں کی طرف اشارہ ہے۔

مثال:

رب المشرق والمغرب

وَإِذَا قيلا بِلَفْظِ التثنيَةِ فَأَشَارَةٌ إِلَى مُطلعِي وَمَغْربى الشتاء والصيف

اور جب تثنیہ بولا جائے تو سردی اور گرمی میں طلوع ہونے کی جگہ اور غروب ہونے کی جگہ کی طرف اشارہ ہے

مثال :

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبِّ الْمُغْرِبَيْنِ

وَإِذَا قِيلَا بلَفطِ الْجَمْعِ فَاعْتَبَار مطلع كُلَّ يَوْمٍ ومغرِبِهِ أَو بمَطلَعَ كُلِّ فَصلِ وَ مَغْرِبِهِ

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 23, 2025

اور جب جمع بولا جائے تو ہر دن طلوع ہونے کی جگہ اور غروب ہونے کی جگہ اور ہر موسم میں طلوع ہونے کی جگہ اور غروب ہونے کی جگہ کی طرف اشارہ ہے۔(۴)

مثال :

رَبُّ المَشَارِقِ وَرَبُّ الْمَغَارِبِ

الفیومی کی لغوی تحقیق :

فيقال (شرقيها) شرقا من باب قتل و (الشرق) جهة شروق الشمس والمشرق مثله وهو بكسر الراء في الأكثر و باالفتح وَهُوَ القِياسُ

ترجمہ: کہا جاتا ہے شر قھا شر قا باب قتل (نصر ینصر) سے اور شرق کا معنی ہے سورج کے نکلنے کی سمت اور مشرق بھی اسکی مانند ہے اکثر قراءتوں میں را کا کسرہ (زیر) ہے اور فتحہ کیساتھ پڑھنا قیاس کے مطابق ہے۔(۵)

اصطلاحی تعریف

(1) المنجد

میں مستشرق کا مفہوم یہ بتایا گیا۔

الْعَالِمُ بِالغَاتِ وَالأَدَابِ وَالْعُلُومِ الشَّرْقِيَّة والاسم الاستشراق

یعنی مشرقی زبانوں، آداب اور علوم کے عالم کو مستشرق کہا جاتا ہے اور اس علم کا نام استشراق ہے مستشرق وہ ہے جو مشرقی زبانوں اور تاریخ کا ماہر ہو۔

(2) آکسفورڈ

کی جدید ڈکشنری میں مستشرق کی جو تعریف کی گئی ہے وہ یہ ہے۔

مستشرق وہ ہے جو مشرقی علوم و آداب میں مہارت حاصل کرے۔(۶)

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 23, 2025

(3) استشراق

کی جو تعریف عام طور پر مشہور ہے وہ یہ ہے۔

غیر مشرقی لوگوں کا مشرقی زبانوں، تہذیب، فلسفے، ادب اور مذہب کے مطالعے میں مشغول ہونے کا نام استشراق ہے (۷)

یہ تحریک صدیوں مصروف عمل رہی لیکن اس تحریک کا کوئی باضابطہ نام نہ تھا اور بری کہتا ہے کہ Orienlalist کا لفظ پہلی مرتبہ 1630ء میں مشرقی یا یونانی کلیسا کے ایک پادری کے لیے استعمال ہوا۔ (۸)

(4) ڈاکٹر احمد عبد الحمید غراب

نے اپنی کتاب رویة اسلامیةالاستشراق میں کچھ تعریفیں لکھی ہیں جن میں سے چند ایک پیش خدمت ہیں۔

i. استشراق مغربی اسلوب فکر کا نام ہے جس کی بنیاد مشرق و مغرب کی نسلی تقسیم کے نظریہ پر قائم ہے جس کی رو سے اہل مغرب کو اہل مشرق پر نسلی اور ثقافتی برتری حاصل ہے۔ (۹)

ii. استعماری مغربی ممالک کے علماء اپنی نسلی برتری کے نظریے کی بنیاد پر مشرق پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے اس کی تاریخ، تہذیبوں، ادیان زبانوں، سیاسی اور اجتماعی نظاموں ذخائر دولت اور امکانات کا جو تحقیقی مطالعہ غیر جانبدارانہ تحقیق کے بھیس میں کرتے ہیں اسے استشراق کہا جاتا ہے (۱۰)

iii. استشراق اس مغربی اسلوب کا نام ہے جس کا مقصد مشرق پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے اس کی فکری اور سیاسی تشکیل نو کرنا ہے (۱۱)

آخری دونوں تعریفیں گو مستشرقین کے استعماری اور استحصالی ارادوں کا پتہ دیتی ہیں لیکن ان کے سینوں میں چھپی ہوئی اس حقیقی خواہش کی طرف اشارہ نہیں کرتیں جس کا پردہ ہمارے علم و خمیر اب نے صدیوں پہلے چاک کر دیا تھا۔

تحریک استشراق کا آغاز تاریخی تناظر میں

i. بعض لوگ کہتے ہیں کہ تحریک استشراق کا آغاز 1312ء میں ہوا جب فینا میں کلیسا کی کانفرنس منعقد ہوئی اور اس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ کہ یورپ کی مختلف یونیورسٹیوں میں عربی زبان کی تدریس۔ کے لیے باقاعدہ Chairs قائم کی جائیں (۱۲)

ii. بعض لوگ کہتے ہیں کہ تحریک استشراق کا آغاز تیرہویں صدی عیسوی میں ہوا جب قشتالہ کے بادشاہ الفونس دہم نے 1269ء میں مریسلیا میں اعلی تعلیمات کا ادارہ قائم کیا۔

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 23, 2025

iii. بعض لوگوں کی جائے یہ ہے کہ تحریک استشراق کا آغاز بارہویں صدی عیسوی میں ہوا جب 1143ء میں پطرس محترم کے ایماء پر پہلی مرتبہ قرآن حکیم کا لاطینی زبان میں ترجمہ مکمل ہوا پطرس محترم دیر کلونی کا رئیس تھا۔

iv. بعض لوگ کہتے ہیں کہ تحریک استشراق کا آغاز دسویں صدی عیسوی میں ہوا جب فرانس کا ایک راہب جریردی اورالیاک (940-1003) حصول علم کی خاطر اندلس گیا اشبیلیہ اور قرطبہ کی یونیورسٹیوں میں علم حاصل کیا اور یورپ بھر میں عربی زبان وادب اور ثقافت کا سب سے بڑا عالم شمار ہوا اور بعد میں 1999ء سے لے کر 1003ء تک سلفستر ثانی کے لقب سے پاپائے روم کے منصب پر فائز رہا۔ (۱۳)

v. استشراق کی تحریک کا آغاز عملاً آٹھویں صدی عیسوی سے ہو چکا تھا اگرچہ اس تحریک کو یہ نام کئی صدیاں بعد دیا گیا۔

استشراق کی تاریخ

جیسے کہ استشراق کے آغاز کے بیان میں لکھا جا چکا ہے کہ استشراق کی تحریک آٹھویں صدی عیسوی میں شروع ہوئی بارہ سو سال سے یہ تحریک پورے زور وشور سے اپنے کام میں مصروف ہے اس تحریک کا سب سے بڑا مقصد اسلام کے خطرے کا مقابلہ کرنا ہے۔

ساؤدرن کہتا ہے:

یورپ کے عیسائیوں کے لیے اسلام ہر سطح پر ایک بہت بڑا خطرہ بن چکا ہے۔ (۱۴)

تحریک استشراق کے مختلف ادوار

تحریک استشراق کے درج ذیل ادوار ہیں۔

پہلا دور

مستشرقین کی تاریخ کا پہلا دور اس زمانے پر مشتمل ہے جب یورپ جہالت کی تاریکیوں میں سر سے پاؤں تک ڈوبا ہوا تھا اور ادھر اندلس اور سسلی میں مسلمانوں نے علم کے وہ چراغ روشن کر دیئے تھے جن کی روشنی اندھیروں میں بھٹکنے والے اہل مغرب کو بھی دعوت نظارہ دینے لگی تھی۔

دوسرا دور:

استشراق کی تاریخ کے دوسرے دور کا تعلق اس زمانے سے ہے جب صلیبی جنگوں نے پورے مغرب میں اسلام دشمنی کو اپنے عروج پر پہنچا دیا تھا اس

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 23, 2025

دور کی خصوصیت یہ ہے کہ اس زمانے میں مستشرقین نے اسلام اور پیغمبر اسلام کو اپنی علمی و تحقیق کا نہیں بلکہ اپنی الزام تراشیوں کا ہدف بنایا اور تاریخی حقائق کی بنیاد پر نہیں بلکہ اپنے تخیل کی بلند پروازی کے ذریعے اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کی۔

تیسرا دور

تحریک استشراق کی تاریخ کے تیسرے دور کا تعلق اس زمانے سے ہے جب دنیا میں طاقت کا توازن اہل مغرب کے حق میں بدل گیا تھا اور وہ مسلمانوں کی کمزوری سے سے فائدہ اٹھا کے کر عالم اسلام کو اپنے استعماری شکنجے میں کسنے کے خواب دیکھنے لگے تھے۔

اس مقصد کے لیے انہوں نے متعدد اقدامات کئے جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں۔

i. مسلمانوں کے علمی شاہپاروں کی نشر و اشاعت کا بندوبست.
ii. عالم اسلام سے مخطوطات اور کتابوں کو جمع کر کے انہیں یورپ منتقل کرنا۔
iii. عربی علوم اور مشرقی تہذیب و تمدن کو سمجھنے کے لئے مراکز کا قیام -
iv. عالم اسلام میں علمی مہمیں بھیجنے کا بندوبست-
v. یونیورسٹیوں میں عربی اور سامی زبانوں کی تدریس کے لئے Chairs کا قیام۔
vi. السنہ شرقیہ کی تدریس کے لئے مختلف تعلیمی اداروں کا قیام۔
vii. متعدد کانفرنسوں کے ذریعے تحریک کے کام کو منظم کرنے کی کوشش اسی دور میں فرانس، ہالینڈ، جرمنی، انگلینڈ اور دوسرے یورپی ممالک میں بڑے مشہور مستشرق ظاہر ہوئے جنھوں نے عالم اسلام پر اہل مغرب کے استعماری تسلط کا راستہ ہموار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

کتابوں کی نشر و اشاعت

مستشرقین نے مسلمانوں کی کتابوں کے مغربی زبانوں میں ترجمے کر کے شائع کئے اور عربی علمی مصادر کو اصل شکل میں بھی شائع کیا جو کتابیں مستشرقین نے شائع کیں ان میں علم الافلاک، جغرافیہ، تاریخ، طب، حکایات، ریاضی، فلسفہ اور دوسرے ہر قسم کے علوم کی کتابیں شامل تھیں انہوں نے جو کتابیں شائع کیں ان کی فہرست بڑی طویل ہے ہم صرف نمونے کے طور پر چند کتابوں کا ذکر کرتے ہیں [۱۴]

OPEN ACCESS
CC BY

(1) جغرافیہ
(2)تاریخ
(3) طب
(4)داستانیں
(5)ریاضی اور فلسفہ
(6)کتبے اور مخطوطے جمع کرنا
(7)عربی اور سامی زبانوں کی تدریس کے شعبے
(8)علمی مہمیں

چوتھا دور

تاریخ واستشراق کی تاریخ کے چوتھے دور کا تعلق اس زمانے سے ہے جب نوآبادیاتی نظام کے شکنجے کی گرفت ڈھیلی پڑنے لگی اور مسلم ممالک میں آزادی کی تحریکوں نے استعماری طاقتوں کے لئے خطرے کی گھنٹی بجادی۔

پانچواں دور

تحریک استشراق کی تاریخ میں ایک اور اہم موڑ اس وقت آیا جب اسلامی ممالک کو قدرت نے زر سیال کی دولت سے مالا مال کیا قدرت نے ملت اسلامیہ کو یہ نعمت اس دور میں عطا کی تھی جب اقتصادی تقاضوں نے انسانی زندگی کے دیگر تمام تقاضوں کی اہمیت کو کم کر دیا تھا اقتصادی خوش حالی ہی عزت، شہرت اور تہذیب کا معیار بن چکی تھی۔

چھٹا دور

اس دور کا تعلق اس زمانے سے ہے جب عالم اسلام میں اسلامی تحریکوں نے زور پکڑا اور انہوں نے عالم اسلام کو مغرب کی ذہنی غلامی سے نجات دلانے اور فرزندان توحید کو اپنے سارے مسائل کے حل کے لئے واشنگٹن اور ماسکو کے بجائے مکہ اور مدینہ کی طرف توجہ مبذول کرنے کی تلقین کی۔

یہودی اور تحریک استشراق

عموماً تحریک استشراق کو دنیائے عیسائیت کی ایک تنظیم تصور کیا جاتا ہے تبشیر اور استعمار جو اغراض و مقاصد اور طریقہ کار میں تحریک استشراق کی شریک کار ہیں ان کو بھی عیسائیت سے ہی متعلق سمجھا جاتا ہے استشراق کے ذکر کے وقت یہودیت کی طرف ذہن بہت کم مائل ہوتا ہے۔

اسکی کئی وجوہات ہیں اور سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ عیسائیوں اور یہودیوں کے باہمی تعلقات کی تاریخ رقابت، دشمنی اور، دشمنی اور ایک دوسرے کے

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 23, 2025

خلاف مظالم کے واقعات سے بھری پڑی ہے عیسائیت کو اپنے ظہور کے ساتھ ہی جس قوم کی طرف سے شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا وہ یہودی ہی تھے یہودیوں نے عیسائیوں پر بے شمار مظالم ڈھائے اور جب عیسائیوں کو دنیا میں اقتدار حاصل ہوا تو انہوں نے یہودیوں سے چن چن کر بدلے لئے۔

گولڈزیہر

مشہور مستشرق ہے دوسرے مستشرق تحریک استشراق کے لئے اس کوششوں کی تعریف کرتے ہیں اور اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ اس نے عربی اسلامی علوم کے مطالعے کو ایک نیا رنگ عطا کیا ہے یہ شخص ایک یہودی تھا تحریک استشراق میں بے شمار ایسے لوگ موجود ہیں جو دراصل یہودی تھے لیکن ان کو شہرت ایک یہودی عالم کے طور پر نہیں بلکہ صرف ایک مستشرق کے طور پر حاصل ہوئی۔

مندرج بالا مطالعہ سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ یہودی بھی استشراق کی تحریک میں عیسائیوں کو طرح پورے زور و شور سے شریک تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ تحریک استشراق کے مقاصد بعینہ وہی تھے جو یہودیوں کے تھے۔

مستشرقین کی اقسام

مستشرقین کی تاریخ کے بغور مطالعہ کی بنا پر ان لوگوں کو مندرجہ ذیل طبقات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1. خالص علم کے شیدائی مستشرقین :

مستشرقین کا یہ طبقہ ہمیشہ موجود رہا ہے اور آج بھی موجود ہے اور یہ طبقہ اس وقت تک موجود رہے گا جب تک ممالک شرقیہ اسلامیہ میں بھی ایک ایسی چیز موجود ہے جس سے اہل مغرب استفادہ کر سکتے ہیں۔

مستشرقین کا یہ طبقہ مختلف طریقوں سے مشرق کے چپے چپے کو چھاننے میں مصروف ہے یہ لوگ کھدائیوں کے ذریعے عالم مشرق کے مختلف علاقوں میں آثار قدیمہ تلاش کرنے میں مصروف ہیں۔

2. متعصب یہودی اور عیسائی مستشرقین :

استشراق کی تحریک کو شروع کرنے اسے پروان چڑھانے اور زمانے کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے ساتھ ساتھ اس کی سمتیں متعین کرنے میں ان

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 23, 2025

لوگوں کا کردار بڑا واضح ہے جو عیسوی اور یہودی ادیان سے گہرا ذہنی اور قلبی رابطہ رکھتے ہیں۔

اس قسم کے لوگ اسلام کا مطالعہ نہ تو حقائق تک پہنچنے کے لئے کرتے ہیں اور نہ ہی وہ اسلام کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے اسلامی تعلیمات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ان کے ذہن مذہبی تعصب کی آگ میں جل رہے ہیں۔

3. ملحد مستشرقین :

اہل یورپ کی قومی زندگی کا ہر شعبہ عملًا ان لوگوں کے قبضے میں چلا گیا جو عیسائی کہلاتے تھے لیکن ان کی سوچ بھی ملحدانہ تھی اور ان کا عمل بھی ملحدانہ زندگی کے دیگر تمام شعبوں کی طرح استشراق کی تحریک میں بھی ملحد شامل ہو گئے یہ ملحد مستشرقین، استشراقی جدوجہد میں عیسائی راہبوں اور پادریوں کے شانہ بشانہ مصروف کار تھے۔ان لوگوں کی عیسائیت یا یہودیت سے کوئی ہمدردی نہ تھی وہ عیسائیت کے بھی دشمن تھے اور کلیسا کے بھی۔

فولٹیئر ایک ملحد تھا وہ مذہب اور کلیسا سب کا مخالف تھا لیکن وہ کھل کر نہ بنو اسرائیل کے کسی نبی پر حملہ کرنے کی جرات کر سکتا تھا اور نہ ہی کسی پوپ وغیرہ کو براہ راست اپنی تنقید کا نشانہ بنا سکتا تھا۔

4. علم کو پیشہ بنانے والے مستشرقین

ان حالات میں ایک طبقہ ایسے لوگوں کا پیدا ہو گیا جو اپنے علم کو مستعمرین اور مبشرین کے خوف ناک عزائم کے لئے استعمال کر کے اونچے اونچے عہدوں اور مالی مفادات حاصل کرنے کی تگ و دو میں مصروف ہو گیا۔

ان لوگوں نے پادریوں اور پوپوں کو راضی کرنے کے لئے اسلام کے خلاف وہ زہر اگلا جو علم و تحقیق کے نام پر بد نما دھبے کی حیثیت رکھتا ہے مستشرقین کے اس طبقے نے استعماری طاقتوں کے استبدادی عزائم کی تکمیل کے لئے اپنی علمی صلاحیتیں صرف کیں مغلوب اقوام کی تباہی و بربادی کے فیصلے مغربی رجال سیاست نے ان لوگوں کے مشوروں کے مطابق کئے جنہوں نے قبائے علم زیب تن کر رکھی تھی۔

5. مستشرقین جن کی تحریروں میں اسلام کے متعلق انصاف میں کے کی جھلک نظر آتی ہے:

ان لوگوں نے ان مستشرقین پر شدید تنقید کی ہے جنہوں نے استشراق کے پردے میں علم و تحقیق کا لبادہ اوڑھ کر اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف الزام

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 23, 2025

تراشیاں کی ہیں۔ مستشرقین کے اس طبقے کی تحریروں میں بھی بے شمار غلطیاں موجود ہیں جن کی تحریروں میں بعض ایسی باتیں بھی موجود ہیں جو اسلام کے لئے ان کے پیشروؤں کے بے بنیاد الزامات سے بھی زیادہ تباہ کن ہیں۔

6. مستشرقین جوحق کے نورکودیکھ کراس کے حلقے میں شامل ہوگئے:

گزشتہ فصل میں ہم نے ان مستشرقین کا ذکر کیا۔ ہے جنہوں نے اسلام قبول کئے بغیر اسلام کی تعلیمات کی تعریف کی ہے اسلام کی تعلیمات نے صرف مخالفوں سے اپنی تعریف ہی نہیں کرائی بلکہ ان میں سے بے شمار لوگوں کو اپنے حلقے میں شامل ہونے پر مجبور بھی کیا ہے

بے شمار لوگ ایسے ہیں جنہوں نے یورپ اور امریکہ میں آنکھیں کھولیں مستشرقین سے تعلیم حاصل کی لیکن آخر کار توفیق خداوندی نے انہیں ملت اسلامیہ کا جزو لاینفک بنادیا، ذیل میں ہم ایسے چند خوش نصیب لوگوں کا ذکر کرتے ہیں جن کو ان کی تحقیق و جستجو نے منزل مراد تک پہنچادیا اور انہوں نے کلمہ توحید پڑھ کر دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی کی سعادت حاصل کی۔

(1)عبداللہ بن عبداللہ
(2) مسٹر ڈبلیو ایچ کیویم
(3) رسل ویب
(4)ڈاکٹر مارٹن لنگز
(5)ڈاکٹر ارتھر یکین
(6)جان سنت
(7)علاءالدین شلعبی
(8)الفونس اتیین
(9)لارڈ ہیڈلے الفاروق
(10)علامہ محمد اسد
(11)ڈاکٹر عبداللہ علاؤالدین (جرمنی)
(12)ڈاکٹر عمر رولف ایرنفلس
(13)ڈاکر غرینیہ (فرانس)
(14)ڈاکٹر خالد شیلڈرک
(15)محترمہ مریم جمیلہ (امریکا)

تعارف قراءت سبعہ

تابعین کے دور میں پہلی صدی ہجری کے آخر میں ایک قوم بالکل الگ تھلگ ہو کر قراءت کو ضبط کرنے میں ہمہ تن مشغول ہوگئی اور انہوں نے اس کو ایک علم بنادیا جس طرح دوسرے شرعی علوم وجود میں آئے۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 23, 2025

انہیں اس علم میں امامت کا درجہ حاصل ہوا لوگ ان کی اتباع کرنے لگے اور ان کے پاس حاضر ہو کر قراءت سیکھتے اس دور اور ان کے بعد والے دور میں قراءت کے وہ سات امام مشہور ہوئے جن کی طرف آج قراءت کو منسوب کیا جاتا ہے۔

مدینہ: میں ابو جعفر یزید بن قعقاع، نافع بن عبدالرحمان

مکہ : میں عبداللہ بن کثیر، حمید بن قیس الاعرج

کوفہ : میں عاصم بن ابی النجود، سلیمان الاعمش، حمزہ، الکسائی

بصرہ : عبداللہ بن ابی اسحق، عیسی بن عمرو، ابو عمرو بن العلاء عالم مجدری، یعقوب حضرمی . .

شام: میں عبداللہ بن عامر، اسماعیل بن عبداللہ بن المہاجر، یحی بن الحارث، شریح بن یزید الحضرمی مشہور ہوئے۔

سات آئمہ کی قراءات تو متفقہ ہیں جبکہ اہل علم نے ان کے علاوہ بھی تین دوسرے قراء کا انتخاب کیا ہے اور ان کی قراءت بھی صحیح اور تواتر سے ثابت ہیں یہ درج ذیل ہیں۔

(i) امام ابو جعفر یزید بن القعقاع مدنی

(ii) یعقوب بن اسحق الحضرمی

(iii) خلف بن ہشام ہیں۔

یہ تمام مل کر قراءات عشر کے دس امام ہیں ان کے علاوہ یزیدی، حسن بصری، الاعمش، ابن جبیر وغیرہ کی قراءت شاذ ہیں۔

قراءت سبعہ پر ثبوت باعتبار حدیث

قراءت سبعہ پر درج ذیل ثبوت ہیں۔

پہلا ثبوت:

حدثنا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حدثني عقيل عَنِ ابْنِ شَهابِ قَالَ حد ثني عُبَيْدُ اللَّهِ بْن عَبْدِ الله ان عبد الله بن عباس رضى الله عنهما حَدَّ ثهُ أَنْ رَسُول الله قال اقراني جبريل على حرف مراجعتُهُ فَلَمْ أَزَلُ أَسْتَزيدُهُ وَيَزِيدُنِي حَتَّى انتهى إلى سبعة احرفِ .

ترجمہ: امام بخاری روایت کرتے ہیں ہمیں سعید بن عفیر نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا مجھے لیث نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا مجھے عقیل نے

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 23, 2025

حدیث بیان کی از ابن شہاب انہوں نے کہا مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ نے حدیث بیان کی کہ ان کو حضرت ابن عباس نے حدیث بیان کی کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے قرآن مجید ایک قراءت (یا ایک قبیلہ کی لغت) پر پڑھایا پس میں مسلسل ان سے اس قراءت میں ریا قبیلہ کی لغت میں اضافہ کو طلب کرتا رہا حتی کہ انہوں نے سات قراءتوں (یا سات قبیلوں کی لغات پر انتہاء کر دی

دوسرا ثبوت:

امام مسلم حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنو غفار سے تالاب کے پاس تھے تو آپ کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے پس انہوں نے کہا کہ بے شک اللہ آپ کو یہ حکم دیتا ہے کہ آپ اپنی امت کو ایک حرف پر قرآن پڑھائیں آپ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے اس کے عفو اور مغفرت کا سوال کرتا ہوں بے شک میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی پھر حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس دوسری بار آئے اور اسی طرح بات ہوئی حتی کہ حضرت جبریل نے سات حروف تک قراءت پہنچا پہنچا دی اور کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو یہ حکم دیتا ہے کہ آپ اپنی امت کو سات حروف پر پڑھائیں پس وہ جس حرف پر بھی پڑھیں گے تو وہ صحیح پڑھیں گے۔ (١٦)

تیسرا ثبوت:

امام حاکم اور امام ابن حبان نے از ابو سلمہ از حضرت ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (پہلی) کتاب ایک باب سے ایک طریقہ پر نازل ہوئی اور قرآن مجید سات ابواب سے سات حروف پر نازل ہوا ہے اس میں زجر (ڈانٹ ڈپٹ) ہے اور امر ہے اور حلال ہے اور حرام ہے اور محکم ہے اور تشابہ ہے اور امثال ہیں (١٧)

چوتھا ثبوت:

ابو الولید الطیالسی از حماد بن سلمہ از علی بن زید از عبد الرحمن بن ابی بکرۃ از والد خود روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید سات حروف پر نازل ہوا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: اے محمد! قرآن مجید کو ایک حرف پر پڑھیں تو حضرت میکائیل علیہ السلام نے کہا: آپ اس میں اضافہ طلب کریں سو آپ نے اضافہ طلب کیا حتی کہ وہ سات حروف پر پہنچے اور ہر حرف شافی کافی ہے

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 23, 2025

جب کوئی آیت رحمت پر ختم نہ ہو اور عذاب کی آیت کے ساتھ ہو اور عذاب کی آیت کے ساتھ ہو اور عذاب کی آیت رحمت کی آیت کے ساتھ ہو تو آپ آگے بڑھیں اور جلدی جلدی پڑھیں [۱۸]

پانچواں ثبوت:

حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے اضافہ طلب کیا تو وہ سات حروف تک پہنچے۔ [۱۹]

چھٹا ثبوت:

عبیداللہ بن ابی یزید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: مجھے ایوب نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن مجید سات حروف پر نازل ہوا ہے [۲۰]

ساتواں ثبوت:

امام بزار نے حضرت عمر رضی اللہ حصہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن مجید سات حروف پر نازل کیا گیا ہے [۲۱]

قراءت سبعہ کی مرادیں

ان سات حرفوں کی تعیین میں علماء کا اختلاف ہے اور اس میں ان کے پنتیس 35 اقوال ہیں جن کو حافظ ابو حاتم بن حبان نے بیان کیا ہے لیکن جمہور نے ان کو اختیار نہیں کیا۔

پہلی مراد:

ہمارا مختار یہ ہے کہ حرف سے مراد لغت ہے پس قرآن مجید لغات عرب میں سے سات فصیح لغات پر نازل۔ ہوا ہے پس بعض قرآن لغت قریش کے موافق نازل ہوا اور بعض لعت ہزیل کے موافق نازل ہوا اور بعض لغت ہوازن کے موافق نازل ہوا اور دیگر فصیح لغات کے موافق نازل ہوا۔

بعض لوگوں کو یہ اشکال ہوتا ہے کہ کیا حضرت جبریل علیہ السلام ہر لفظ کو سات لغات کے موافق پڑھتے تھے؟

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 23, 2025

اس کا جواب یہ ہے: کہ یہ اس وقت لازم آتا جب ہر لفظ میں سات لغات جمع ہوتیں اور ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ سات لغات قرآن مجید میں متفرق ہیں پس بعض قرآن لغت قریش کے موافق نازل ہوا، اور بعض قرآن دوسروں کی لغت پر نازل ہوا، اور اگر کوئی یہ کہے کہ ہر لفظ میں سات لغات ہیں تو ہم کہیں گے کہ حضرت جبریل علیہ السلام ہر مرتبہ ایک لغت کے موافق قرآن مجید کو لے کر نازل ہوتے پھر دوسری بار دوسری لغت میں لے کر قرآن مجید کو نازل کرتے یہاں تک کہ سات لغات مکمل ہو گئیں۔

دوسری مراد:

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ سات حروف سے کیا مراد ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد ہے سات مختلف معانی

مثال :

امثال، احکام اور قصص وغیرہ

اور یہ قول غلط ہے کیونکہ حدیث میں اشارہ ہے کہ ان میں سے ہر حرف کے مطابق قرآن مجید کو پڑھنا جائز ہے اور اس پر اجماع ہے۔

کہ امثال کی آیت کو احکام کی آیت کے ساتھ تبدیل کرنا جائز نہیں ہے

ارشاد باری تعالی ہے

قُلْ مَا يَكُونَ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي

آپ کیلیے کہ اس قرآن کو تبدیل کرنا میرے اختیار میں نہیں ہے۔(یونس : ۱۵)

تیسری مراد:

سات حروف سے مراد سات قبائل ہیں تاکہ مختلف قبائل پر قرآن مجید کا پڑھنا آسان ہو جائے کیونکہ کسی لغت میں کوئی لفظ امالہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور دوسری لغت میں کسی لفظ کو ادغام کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور تیسری لغت میں اس طرح نہیں پڑھا جاتا[۲۲]

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 23, 2025

حدیث کی سند پر بحث

ایک صحیح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فا قروا ما تيسر منه (۲۳)

یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے پس اس میں سے جو تمہارے لئے آسان ہو اس طریقے سے پڑھ لو۔

یہ حدیث معنی کے اعتبار سے متواتر ہے چنانچہ مشہور محدث امام ابو عبید قاسم بن سلام رحمۃ اللہ نے اس کے تواتر کی صریح کی ہے اور حدیث و قراءت کے معروف امام علامہ ابن الجزاری فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مستقبل کتاب جزء میں اس حدیث کے تمام طرق جمع کئے ہیں اور اُن کے مطابق یہ حدیث حضرت عمر بن خطاب، ہشام بن حکیم بن حزام، عبدالرحمن بن عوف، ابی بن کعب، عبد اللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابو ہریرہ، عبد اللہ بن عباس، ابو سعید خدری، حذیفہ بن یمان، ابو بکرہ، عمرو بن عاص، زید بن ارقم، انس بن مالک، سمرہ بن جندب، عمر بن ابی سلمہ، ابو جہم، ابو طلحہ، اور ام ایوب انصاریہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ (۲۴)

اس کے علاوہ متعدد محدثین نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان بن عفان نے منبر پر یہ اعلان فرمایا کہ وہ تمام حضرات کھڑے ہو جائیں جنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہو کہ قرآن کریم سات حروف پر نازل کیا گیا ہے جن میں سے ہر ایک شافی اور کافی ہے چنانچہ صحابہ کرام کی اتنی بڑی جماعت کھڑی ہو گئی جسے شمار نہیں کیا جاسکا۔ (۲۵)

تنبیہ و ازالہ وہم:

بعض علماء نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ حروف سے مراد تمام قراء تیں ہیں لیکن سات کے لفظ سے سات کا مخصوص عدد مراد نہیں ہے بلکہ اس سے مراد کثرت ہے اور عربی زبان میں سات کا لفظ محض کسی چیز کی کثرت بیان کرنے کے لئے اکثر استعمال ہو جاتا ہے۔ یہاں بھی حدیث کا مقصد یہ نہیں ہے کہ قرآن کریم جن حروف پر نازل ہوا وہ مخصوص طور پر سات ہی ہیں بلکہ مقصد یہ ہی کہ قرآن کریم بہت سے طریقوں سے نازل ہوا ہے علماء متقدمین میں سے قاضی عیاض کا یہی مسلک ہے (۲۶) اور آخری دور میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے بھی یہی قول اختیار فرمایا ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 23, 2025

سات حروف کے معانی اور مصادیق کے متعلق محدثین اور فقہاء کے اقوال

سات حروف کے معانی اور مصادیق میں علماء کا اختلاف ہے

علامہ منذری نے کیا ہے کہ اکثر کا قول یہ ہے کہ یہ حصر عدد کے لیے ہے دوسرا قول یہ ہے کہ سات حروف کو توسیع اور تسہیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور اس سے حصر مقصود نہیں ہے پھر انہوں نے اس کی تعیین میں اختلاف کیا ہے بعض نے کہا: یہ سات حروف تلاوت کی صورت میں ہیں اور بعض نے کہا کہ یہ سات حروف الفاظ اور حروف ہیں۔

امام ابن حبان کا قول:

البستی نے کہا کہ ان کی تعیین میں پینتیس اقوال ہیں تاہم ان میں سے اکثر ایک دوسرے میں داخل ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض حروف قریش کے موافق ہیں اور بعض کنانہ کے اور بعض اسد کے اور بعض ہزیل اور بعض تمیم کے اور الضبہ کے اور قیس کے پس یہ مضر کے قبائل ہیں۔

ابن جوزی کا قول:

جوزی نے کہا ہے کہ سات لغات ان سات مراتب پر پوری ہو جاتی ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ

قرآن مجید الکعبین کی لغت پر نازل کیا گیا ہے"

کعب قریش اور کعب خزاعہ کی لغت پر کیونکہ دونوں کا دارا ایک ہے۔[۲۷]

امام طحاوی کا قول:

سات حروف سے مراد وہ الفاظ ہیں جن کے معانی متفقہ اور متقاربہ ہوں علامہ قرطبیؒ نے اس قول کو بھی اکثرین سے نقل کیا ہے[۲۸]

اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام ان سات حروف کو ان کے ساتھ سات مرتبہ دور کرتے ہوئے سنایا ایک دفعہ میں ہی سنا اور حضرت جبریل نے آپ کو ان کی سات مختلف جگہوں پر مطلع کیا۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 23, 2025

علامہ قرطبی کا قول:

علامہ نے کہا یہ سات حروف اب اس قرآن مجید میں نہیں ہیں جو ہمارے ہاتھوں میں ہے۔

علامہ ابو عمر ابن عبدالبر کا قول:

عبدالبر نے کہا، جب یہ ضرورت پوری ہوگئی تو سات حروف پر قرآن مجید پڑھنے کا حکم ساقط ہوگیا اور قرآن مجید کو ایک حرف یعنی ایک لغت کے موافق پڑھنے کا حکم لوٹ آیا۔

حکمت:

i. حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قرآن حکیم کا جو یہ نسخہ تیار ہوا تھا اس کو نقطوں اور اعراب کے بغیر لکھن کی حکمت یہ تھی کہ تمام منزل قراءتوں کا احتمال باقی رہے۔

ii. جس طرح آبگینہ معمولی سی ٹھوکر کو بھی برداشت نہیں کر سکتا اسی طرح قرآن حکیم کا تقدس بھی اتنے معمولی سے اختلاف کو برداشت نہیں کر سکتا تھا اس لئے اس کو عوام کی صوابدید پر نہیں چھوڑا گیا بلکہ تمام قراءتیں اللہ تعالی نے خود نازل فرمائیں حضور صلی اللہ علی وسلم نے انہیں صحابہ کرام کو پڑھ کر سنایا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے انہیں روایت کیا ۔

ایک نظر میں مختلف قراءتوں کی امثلہ

1. لکنا کو لکن کی بجائے پورے الف کے ساتھ لکھا جانا
2. مال ھذا لکھا جائے نہ کہ مالھذا
3. یبنوم لکھا جائے نہ کہ یا ابن ام
4. ال یاسین لکھا جائے نہ کہ الیاسین
5. مالک کی بجائے ملک لکھنا
6. اھدنا کی بجائے ارشدنا
7. ایاک کی بجائے ایاک
8. الذین کی بجائے من

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 23, 2025

9. غیر کی بجائے غیر
10. صراط لمستقیم کی بجائے صراط مستقیم
11. الذین کی بجائے الذین
12. لا کی بجائے غیر
13. صراط کی بجائے سراط
14. ولا الضالین کی بجائے وغیر الطالین
15. الصراط کی بجائے الزراط
16. صراط الذین انعمت کی بجائے صراط من انعمت
17. ایاک نعبد وایاک کو ھیاک نعبد وھیاک
18. تمت كَلِمَةُ رَبِّكَ کی بجائے تمتْ كَلِمَاتُ رَبِّكَ
19. ربنا باعد بين أَسْفَارِنَا کی بجائے ربنا بعد بَيْنَ أَسْفَارِنَا.
20. متبینوا کی بجائے مشبتوا پڑھنا
21. وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ

ابن عامر نے اس کو بغیر واؤ کے قالوا تخذ اللہ ولدا اسبحانہ پڑھا ہے۔

22. و لتكملو ا لعدة اس کو جمہور قراء نے میم کی شد کے بغیر جزم کے ساتھ پڑھا ہے جبکہ ابو بکر اور یعقوب نے اس لفظ کو میم کی شد کے ساتھ پڑھا ہے۔

قرآن حکیم قراءتوں پر کی مختلف قراءتوں پر اعتراضات کا پس منظر اور اسباب ووجوہ

مستشرقین کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ وہ اپنے صحائف میں جو قابل اعتراض چیزیں دیکھتے ہیں یا قرآن حکیم ان پر جو اعتراض کرتا ہے۔ وہ ان اعتراضات کو قرآن حکیم کی طرف لوٹانے کی کوشش کرتے ہیں عہد نامہ عتیق اور عہد نامہ جدید کی کتابیں تضادات سے پر ہیں ان کے مختلف فرقوں کے نزدیک بائبل کی کتابوں کی تعداد میں بھی اختلاف ہے تاریخی بیانات اور اعداد و شمار کے اختلافات جابجا نظر آتے ہیں۔

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 23, 2025

اسباب :

مسٹر ہارن نے عہد نامہ جدید و قدیم میں اس قسم کے اختلافات کے اسباب یہ بتائے ہیں ہے۔[۳۰]

1. نقل کرنے والوں کی غلطیاں
2. جس دستاویز سے نقل کی جارہی ہے اس میں غلطیوں کا موجود ہونا۔
3. کاتبوں کا کسی سند اور ثبوت کے بغیر متن کی عبارت میں اصلاح کی کوشش کرنا۔
4. مختلف مذہبی فریقوں کا اپنے موقف اور مدعا کو ثبوت کرنے کے لئے قصداً تحریف کرنا۔

اعتراض:

قرآن مجید کے بعض کلمات کو سات سے زیادہ طریقوں پر پڑھا گیا ہے اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ ہر کلمہ اور ہر جملہ سات حروف پر پڑھا گیا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ ایک کلمہ کو مختلف طریقوں کے مطابق پڑھنے کی تعداد سات کے عدد تک پہنچتی ہے اور کوئی یہ کہتا ہے کہ بعض کلمات سات سے زیادہ طریقوں کے مطابق پڑھے گئے ہیں۔

جواب :

1. اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ اکثر اور غالب یہ ہے کہ ایک کلمہ زیادہ سے زیادہ سات طریقوں سے پڑھا گیا ہے۔
2. دوسرا جواب یہ ہے کہ سات سے زیادہ پڑھنے کا طریقہ ثابت نہیں ہے۔ بلکہ یہ کسی کلمہ کی ادائیگی میں اختلاف ہے جیسے کسی کلمے کو مد کے ساتھ پڑھنا یا امالہ کے ساتھ پڑھنا.
3. تیسرا جواب یہ ہے کہ سات کے لفظ سے عدد کی حقیقت مراد نہیں ہے بلکہ اس سے مراد تسہیل، اور آسانی ہے اور اکائی میں سات کا لفظ بول کر اس سے کثرت مراد لی جاتی ہے اسی طرح دہائی میں ستر کے لفظ سے کثرت مراد لی جاتی ہے اور سینکڑے میں سات سو کے عدد سے کثرت مراد لی جاتی ہے۔
4. چوتھا جواب یہ ہے کہ سات حروف سے مراد سات کا عدد نہیں ہے بلکہ اس سے مراد کثیر حروف ہیں قاضی عیاض اور ان کی متبعین کا اسی طرف میلان ہے[۳۱]

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 23, 2025

اعتراض ۲ :

بعض مستشرقین نے قرآن کریم کی شاذ قراءتوں کو بنیاد بنا کر غلط مفروضات کا ایک قلعہ تعمیر کیا ہے اور رائی کا پہاڑ اور سوئی کا بھالا بنانے کی کوشش کی ہے خاص طور سے گولڈ یہر اور آرتھر جیفرے نے ان قراءتوں کی بہت سی مثالیں پیش کر کے ان سے من مانے نتائج نکالے ہیں۔

جواب :

پوری اُمت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن کریم کی صرف وہ قراءتیں معتبر ہیں جن میں تین شرائط پائی جائیں۔

1. وہ قراءت عثمانی مصاحف کے رسم الخط میں سما سکتی ہو۔
2. عربی قواعد کے مطابق ہو۔
3. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا پڑھنا متواتر طریقے سے ثابت ہو یا کم از کم علماء قراءت میں مشہور و معروف ہو۔

جس قراءت میں ان تین شرائط میں سے کوئی ایک مفقود ہو وہ شاذ قراءت کہلاتی ہے اور پوری امت میں سے کسی نے اسے معتبر نہیں مانا ان شاذ قراءتوں پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں مندرجہ ذیل باتوں میں سے کوئی ایک بات پائی جاتی ہے۔

1) بعض اوقات وہ قراءت بالکل موضوع ہوتی ہے۔ جیسے کہ ابو الفضل محمد بن جعفر خزاعی کی قراءتیں جنکو انہوں نے امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب کیا ہے امام دار قطنی اور تمام علماء نے تحقیق کر کے بتایا ہے کہ یہ تمام قراءتیں موضوع ہیں [۳۲]

2) بعض اوقات ان کی سند ضعیف ہوتی ہے جیسے ابن السمیع اور ابو السمال کی قراءتیں [۳۳] یا بہت سی وہ قراءتیں جو ابن ابی داؤد نے کتاب المصاحف میں مختلف صحابہ و تابعین سے منسوب کی ہیں :-

3) بعض اوقات سند صحیح ہوتی ہے لیکن در حقیقت وہ قرآن حکیم کی قراءت نہیں ہوتی بلکہ کوئی صحابہ یا تابعی عام گفتگو میں قرآن کریم کے کسی لفظ کی تشریح کے لئے اس کے ساتھ دو ایک لفظ بڑھا دیتے تھے قرآن کریم چونکہ پورا کا پورا متواتر تھا اور ہر دور میں اس کے ہزاروں حفاظ موجود تھے اس لئے ان الفاظ کے اضافہ سے قرآن کریم کے متن میں اضافے کا کوئی اندیشہ نہیں تھا لہذا اس قسم کی تشریحات میں کوئی حرج نہیں سمجھا گیا۔ [۳۴]

4) بعض مرتبہ ایسا بھی ہوا ہے کہ قرآن کریم کی بعض قراءتیں آخر میں منسوخ ہو گئیں لیکن کسی صحابی کو ان کے منسوخ ہونے کا علم نہ ہو سکا اس

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 23, 2025

لئے وہ قدیم قراءت کے مطابق پڑھتے رہے (۳۵) لیکن چونکے دوسرے تمام صحابہ جانتے تھے کہ یہ قراءت منسوخ ہو چکی ہے اس لئے وہ نہ اسے پڑھتے تھے اور نہ قرآن کریم کی صحیح قراءتوں میں شمار کرتے تھے۔

5) بعض شاذ قراءتوں کو دیکھ کر ایسا بھی محسوس ہوتا ہے کہ کسی وقت کسی تابعی وغیرہ سے قرآن کریم کی تلاوت میں کوئی بھول چوک ہوئی جیسا کہ اکثر بڑے بڑے حافظوں سے ہو جاتی ہے اس وقت کسی سننے والے نے سن کر اسے روایت کر دیا۔ (۳۶)

اعتراض ۳ :

مستشرقین کی ایک بڑی جماعت نے اس معاملے یعنی قراءتوں کے اختلاف میں گمراہ کن نظریہ پیش کیا نولدیکی گولڈ زیہر اور آرتھر جیفری وغیرہ نے لکھا ہے کہ قراءتوں کا اختلاف در حقیقت سماعی نہیں تھا بلکہ اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ حضرت عثمان نے جو نسخے تیار کرائے تھے اُن پر نقطے اور حرکات نہیں تھے۔

جواب :

مستشرقین کے اس دعوے کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی جو مختلف قراءتیں معروف ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں بلکہ مصاحف عثمانی کو پڑھنے میں لوگوں کا جو اختلاف ہوا، اس کی بناء پر پیدا ہوئی ہیں حالانکہ یہ دعوی صراحتہ بے بنیاد اور بالکل غلط ہے واقعہ یہ ہے کہ مصاحف عثمانی کا نقطوں اور حرکات سے خالی ہونا قراءتوں کے وجود میں آنے کا سبب نہیں بنا بلکہ ان مصاحف عثمانی کو نقطوں اور حرکات سے جان بوجھ کر اسی لیے خالی رکھا گیا تھا کہ قرآن کریم کی جتنی قراءتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں وہ سب اس رسم الخط میں سما سکیں ہر دور میں قرآن کریم کی کسی قراءت کو قبول کرنے کے لئے تین شرائط کو لازمی سمجھا گیا ہے۔

1) ایک یہ کہ مصاحف عثمانی کے رسم الخط میں اس کی گنجائش ہو۔
2) دوسرے یہ کہ وہ عربی زبان کے قواعد کے مطابق ہو۔
3) تیسری یہ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو۔

لہذا کوئی قراءت اس وقت تک صحیح تسلیم نہیں کی گئی جب تک صحیح سند کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت نہیں مل گیا اگر قراءتوں

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 23, 2025

کے وجود میں آنے کا سبب محض عثمانی رسم الخط ہوتا تو پر اس قراءت کو درست مان لیا جاتا جو رسم الخط میں سما جاتی۔ اور اسے قبول کرنے کے لیے یہ تیسری شرط عائد نہ کی جاتی چنانچہ جو شخص بھی قرآن کریم کی مختلف قراءتوں پر غور کرے گا اُسے کھلی آنکھوں نظر آجائیگا کہ عثمانی رسم الخط میں ایک لفظ کو مختلف طریقوں سے پڑھنے کی گنجائش موجود تھی لیکن چونکہ وہ طریقے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں تھے اس لئے اُنھیں اختیار نہیں کیا گیا۔

مثال :

اسی طرح سورۃ یس میں ارشاد ہے

انما امره اذا اراد شيئا ان يقُول لَهُ كُنْ فيكُونُ

یہاں ایک قراءت میں فیکون نون پر پیش کے ساتھ آیا ہے۔

اور دوسری قراءت میں فیکون نون پر زبر کے ساتھ آیا ہے لیکن اسی طرح کی ایک آیت سورہ آل عمران میں ہے إذا قضی امرفا نما يقول له كن فيكون یہاں صرف ایک ہی قراءت ہے یعنی نون پر پیش دوسری قراءت رسم الخط کی گنجائش کے باوجود کسی نے اختیار نہیں کی۔

اعتراض ۴:

جارج سیل صاحب نے قرآن حکیم کی سات قراءتوں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مختلف شہروں میں قرآن حکیم کی نقلیں بھیجنے کے مختلف مضامین کو اکٹھا کر کے اپنے تخیل کے زور پر یہ تاثر دینا چاہا کہ جس طرح رومن کیتھولک عیسائیوں کی بائبل اور ہے اسی طرح مدینہ کے مسلمانوں کا قرآن اور تھا مکہ کے مسلمانوں کا اور۔

جواب :

اگر بفرض محال دور صحابہ میں ملت اسلامیہ میں اتنے مختلف قرآن مروج ہوتے تو آج تو ان کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہوتی لیکن ہم آج جارج سیل صاحب کے پسماندگان کو یہ چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ساری دنیا کا چکر لگائیں دنیا کے تمام براعظموں کا سروے کریں دنیا میں انہیں قرآن حکیم کے کروڑوں

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 23, 2025

نسخے ملیں گے وہ ان نسخوں میں باہم اختلاف ثابت کریں۔

وہ جہاں بھی جائیں گے وہاں انہیں انشاءاللہ العزیز ایک ہی قرآن نظر آئے گا جو قرآن عربوں کے پاس ملے گا افریقہ کے حبشیوں کے پاس بھی وہی قرآن ہوگا عالم اسلام میں جنم لینے والے مسلمانوں کے پاس جو قرآن ہوگا یورپ اور امریکہ کے نومسلموں کے پاس بھی وہی قرآن ہوگا۔

جارج سیل کے پسماندگان نے غالباً اس قسم کا سروے کیا ہے اسی لئے انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نظر ثانی سے جو نسخہ تیار ہوا وہ ساری ملت اسلامیہ کے لئے معیاری صحیفہ قرار پایا اور آج تک اس کی یہ حیثیت مسلم ہے۔

اگر آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد قرآن ایک ہی ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ دور صحابہ میں اس کے سات مختلف اصلی ایڈیشن موجود ہوں۔

اعتراض ۵ :

مستشرقین نے یہ ظاہر کرنے کی بھی کوشش کی ہے کہ مسلمان قرآن حکیم کی روایت بالمعنی کو جائز سمجھتے ہیں اپنے اس مفروضے کو بھی انہوں نے قراءت سبعہ سے منسلک کرنے کی کوشش کی ہے کہ مسلمان قرآن حکیم کے معانی کو اپنے اپنے الفاظ میں بیان کرتے تھے اس طرح مختلف قراءتیں وجود میں آئیں، ان کا مدعا یہ ہے جب روایت بالمعنی مسلمانوں کے ہاں مسلم ہے تو قرآن کے الفاظ میں تبدیلی ناگزیر ہو جاتی ہے۔

جواب :

لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے دنیا میں کوئی بھی مسلمان جماعت ایسی نہیں جو قرآن کی روایت بالمعنی کو جائز سمجھتی ہو تمام مسلمانوں کا ایمان ہے کہ قرآن حکیم کے الفاظ اور معانی دونوں منزل من اللہ ہیں اور دونوں تواتر کے ساتھ مروی ہو کر ہم تک پہنچے ہیں۔

قراءت کے اختلاف کا روایت بالمعنی سے کوئی تعلق نہیں روایت بالمعنی کے جائز ہونے کا مطلب تو یہ ہے کہ قرآن حکیم کے الفاظ کو عام انسانوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا جائے روایت بالمعنی کی صورت میں تو قرآن کی کیفیت وہی ہو جاتی جو اناجیل کی ہے ایک ہی واقعہ کو متی نے کسی طریق سے بیان کیا ہے اور مرقس نے اس سے الٹا راستہ اختیار کیا ہے لیکن بفضلہ تعالی قرآن حکیم اس صورت حال سے پاک ہے اگر قرآن کی روایت بالمعنی کی اجازت دی جاتی

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 23, 2025

توالفاظ انسانی ہوتے اور ان کی نظیر پیش کرناانسانوں کے لئے ناممکن نہ ہوتاقرآن کی نظیر پیش کرنے سے عربوں کا چودہ سو سال قاصر رہنااس بات کی دلیل ہے کہ قرآن کے معانی،الفاظ اور عبارات سب الہامی ہیں اور کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ وہ اسکی نظیر پیش کر سکے مستشرقین کا یہ اعتراض بھی ان کے عام وسوسوں کی طرح ایک وسوسے سے زیادہ کچھ نہیں۔

اعتراض٦ :

مشہور یہودی مستشرق گولڈ زیہر اپنی کتاب المذاہب الاسلا میه فی تفسیر القرآن میں لکھتا ہے تفسیر قرآن کا اولین مرحلہ اور اس کا نقطہ آغاز خود قرآن ہی میں موجود ہے اس یہودی نے الحاد کا دعوی کیااور مسلمانوں پر یہ اتہام باندھا ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کی مختلف قراءتوں کو قبول کرنے کے سلسلے میں سہل انگاری سے کام لیا ہے۔

جواب :

ہم گولڈ زیہر کے اس بہتان کا ساتھ نہیں دے سکتے کہ قرآن کریم کی مختلف قراء تیں کلام الہی نہیں بلکہ صحابہ کے ذہن کی اختراع ہیں اس کے ثبوت میں اس نے جو بودے دلائل پیش کیے ہیں وہ تار عنکبوت سے بھی کمزور ہیں اور ان کی اساس اس کے من گھڑت اوہام و تخیلات پر رکھی گئی ہے۔

وہ لکھتا ہے۔لتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ(الفتح 9)میں ایک قراءت تعززوه یعنی راء کے عوض زاء کے ساتھ ہے۔ جس کا مادہ عزت ہے میرے خیال میں اس تبدیلی کی وجہ یہ ہے کہ سورہ حج کی آیت نمبر ۴۰ سورۃ محمد کی آیت نمبر ۷ اور سورہ حشر کی آیت نمبر ۸ میں نصر کا لفظ وارد ہوا ہے۔

نصر اور عزت کے الفاظ ہم معنی ہیں اور اخلاقی و تہذیبی امانت کے لیے استعمال ہوتے ہیں بخلاف ازیں عزر کا لفظ عبرانی لفظ عزار کا مترادف ہے جس کے معنی مادی اعانت کے ہیں مادی اعانت کے مفہوم کو اخلاقی امداد کے ساتھ تبدیل کرنے کے لیے اس قراءت کو تبدیل کر دیا گیا گولڈز یہر نے حسب عادت نیم دلی کے ساتھ اس رائے کا اظہار کیا ہے اور جزم و وثوق کا دعوی نہیں کیا اس کا یہ نظریہ اس امر کا بین ثبوت ہے کہ وہ عربوں کا اسالیب کلام اور اصول بلاغت سے یکسر بے گانہ ہے۔ عرب (تعزروہ) بالراء کے لفظ سے مادی نصرت کا مفہوم مراد نہیں لیتے بلکہ جونہی یہ کلمہ ان کے کانوں سے ٹکراتا

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research
Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 23, 2025

ہے وہ سمجھ جاتے ہیں کہ اس سے دین اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلہ کی نصرت واعانت مقصود ہے یہودی مستشرق نے لفظ نصر و عزر کے مابین جو فرق بیان کیا ہے کہ پہلے لفظ سے اخلاقی و تہذیبی اور دوسرے سے مادی اعانت مراد ہوتی ہے بالکل بے بنیاد ہے اور عربی لغت سے اس کی تائید نہیں ہوتی اس نے جس وہم کا دعوی کیا ہے اس کا گزر کسی دانش مند آدمی کے دماغ میں ممکن نہیں۔

حوالہ جات

1. ،بلیاوی، علامہ عبدالحفیظ، مصباح اللغات ج/1/ صفحہ 429 میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی۔
2. حنبل، امام احمد، احمد بن حنبل، ج4 صفحہ 206 مکتبہ اسلامی بیروت
3. ا۔ ی-ونسنک، المعجم المفہرس ج3 ص106 مکتب بریل لندن-
4. اصفہانی، ابی القاسم الحسین بن المعروف بالراغب، المفردات في غريب القرآن ج/1/ ص259 میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی۔
5. الفیومی، احمد بن محمد بن علی المقری، المصباح المنیر، ج/1/ ص۳۱۱ مکتبہ منشورات دار الھجرۃ ایران -
6. الفیومی، دکتور محمد ابراہیم، الاستشراق رسالۃ الاستعمار، صفحہ 143 مطبوعہ دار الفکر العربی قاہرہ-
7. دکتور محمد احمد دیاب، اضواء علی الاستشراق والمستشرقین، ص10 دار المنار قاہرہ-
8. الفیومی، دکتور محمد ابراہیم، الاستشراق وحالۃ الاستعمار ص142 مطبوعہ دار الفکر العربی قاہرہ
9. دکتور احمد عبدالحمید غراب، رویۃ اسلامیہ للاستشراق صفحہ ۸ دار الاصالہ للثقافۃ والنشر والاعلام ریاض
10. دکتور احمد عبدالحمید غراب، رویۃ اسلامیہ للاستشراق صفحہ ۸ دار الاصالہ للثقافۃ والنشر والاعلام ریاض
11. دکتور محمد حمدی زقزوق، الاستشراق والخلفیۃ الفکریۃ للصراع الحضاري ص25 دار المنار قاہرہ-
12. دکتور محمد احمد دیاب، اضواء علی الاستشراق والمستشرقین ص13 دار المنار قاہرہ-
13. دکتور محمد حمدی زقزوق، الاستشراق والخلفیۃ الفکریۃ للصراع الحضاري ص 28 دار المنار قاہرہ-،
14. الجري، دکتور عبدالمتعال محمد، الاستشراق وجہ للاستعمار الفکری ص۱۷تا۲۲، مکتبہ وہبہ قاہرہ۔
15. قشیری، امام ابوالحسین مسلم بن حجاج، صحیح مسلم ج1 / 1ص ۱۸۲۱ الرقم المسلسل:1790 قدیمی کتب خانہ کراچی۔
16. نیشاپوری، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم، المستدرک ج/01 ص۵۵۳ مکتبہ

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 23, 2025

17. حنبل، امام احمد، مسند احمد بن حنبل جلد ۵ ص ۱۴۱تا ۱۵ مکتبہ اسلامی بیروت .

18. حنبل، امام احمد، مسند احمد بن حنبل ج5 ص114-مکتبہ اسلامی بیروت

19. حنبل، امام احمد، مسند احمد بن حنبل ج6 ص433 ۲۶۳-۴۶۲ مکتبہ اسلامی بیروت -

20. بزار، امام احمد عمرو بن عبد الخالق بزار، مسند البزار ص300 مطبوعہ مؤسسۃ القرآن بیروت.

21. الکوثر الجاری ج/ 8 ص383-مکتبہ دار احیاء التراث العربي بیروت

22. بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری ص453 کتاب فضائل القرآن مطبوعہ نور محمد کراچی.

23. جزری، محمد بن محمد، النشر في القراءت العشر جلد/1 ص ۲۱ مکتب دار الفکر بیروت۔

24. جزری، محمد بن محمد، النشر في القراءت العشر جلد/1 ص ۲۱ مکتب دار الفکر بیروت۔

25. کاندھلوی، محمد بن زکریا، اوجز المسالک الی موطا امام مالک جلد2 ص356 مطبوعہ سہارنپور-

26. طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، جامع البیان، ج/1/ص ۱۵ادار المعرفہ بیروت -

27. قرطبیؒ، ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی، جامع الاحکام القرآن ج/1 ص 36-37 دار الفکر بیروت -

28. مالکی، حافظ ابو عمرو بن عبد البر، الاستنکار جلد/8 ص43 مؤسسۃ الرسالہ بیروت۔

29. ،حافظ ابو عمرو ابن عبد البر التمہید، جلد/8/ص ۲۹۴ مطبوعہ مکتبہ القدوسیہ لاہور

30. سر سید احمد خان، سیرت محمدی، ص384 مقبول اکیڈمی لاہور۔

31. عسقلانی، حافظ شہاب الدین احمد بن علی، فتح الباری، جلد/6/ص169 داراالمعرفہ بیروت۔

32. جزری، محمد بن محمد، والنشر في القرءات العشر/1/ص۱۶، دار الفکر بیروت

33. جزری، محمد بن محمد، والنشر في القرءات العشر/1/ص۱۶، دار الفکر بیروت

34. سیوطی، علامہ جلال الدین والاتقان فی علوم القرآن، ج/ص19 مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور۔

35. الطحاوی، امام ابو جعفر، مشکل الآثار، ج/4/ص.196 تا202 دائرۃ المعارف دکن

36. النشر في القراءت العشر ج/1 ص16 مکتبہ دار الفکر بیروت

37. دکتور محمد حمدی زقزوق، الاستشراق والخلفیۃ الفکریۃ للصراع الحضاری ص109 دار المنار قاہرہ-